URDU

DI (Sub)

Dr Md. Monawwar. Alam
Dept of urdu
R.N. college, Pandaul, Topic:- Hasrat Mohani ki Shairi
25/4/2020

حسرت موہانی کی شاعری

حسرت موہانی نے غزل کو از سر نو زندہ کیا۔ وہ ایک کامیاب شاعر تھے۔ جنہوں نے شاعری کی دنیا میں تمام اصول و قوانین کی پیروی کرتے ہوئے محبوب کے دامن میں چشم و ابرو زلف و عارض، ناز و انداز اور قد و قامت کو اردو شاعری میں جگہ دی۔ حسرت نے غزل کو سمت و رفتار عطا کی۔ حسرت نے عشق کے موضوع پر کھل کر لکھا اور عشق مجازی کی طرف زیادہ توجہ دی۔ لیکن پاکیزگی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا یا اپنے محبوب کو وہ نہایت پاکیزہ شئے بتاتے ہیں :-

دیار شوق میں برپا ہے ماتم مرگ حسرت کا
وہ وضع پارسا اس کی وہ عشق پاکباز اس کا

حسرت کے یہاں رواداری ہے اضطراب و بے چینی ہے مگر وہ جذبات کی رو میں آکر ضبط کا دامن نہیں چھوڑتے۔ اعتدال و توازن ہر جگہ برقرار رہتا ہے۔ انہوں نے نظمیں بھی کہیں لیکن ان کی شہرت غزلوں کی وجہ سے ہے۔ ان کے کلام میں اساتذہ کا رنگ جھلکتا ہے۔ حسرت نے میر کی عظمت کے آگے سر جھکایا اور تسلیم کیا اور ان کی شاگردی اختیار کی۔ تسلیم نسیم کے شاگرد اور نسیم دہلوی مومن کے شاگرد تھے۔ اس لئے کلیات حسرت میں مومن اور نسیم کی تعریف میں شعر ملتے ہیں :-

شیرینی نسیم ہے سوز و گداز میر
حسرت ترے سخن میں ہے لطف سخن تمام

حسرت نے شاعری میں مجازی محبوب کی تمام کیفیتوں کو بڑی ہنر الفت اور جوش اسلوب کے ساتھ بیان کیا ہے۔ انہوں نے اپنے محبوب کو اس دنیا میں تلاش کیا لہذا ان کا محبوب کوئی تخیلی پیکر نہیں۔ ان کے اشعار میں ہم کو چلتے پھرتے محبوب کی جھلک صاف نظر آتی ہے۔ حسرت محبوب کے ناز انداز رنگ روپ اور قد و قامت کے ذکر کے ساتھ اس کی داخلی کیفیات کو بھی نمایاں کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے محبوب کو بازاروں سڑکوں اور گلیوں میں تلاش کرنے کے بجائے گھر کے اندر تلاش کیا ہے۔

دیکھنا بھی تو اسے دور سے دیکھا کرنا
شیوۂ عشق نہیں حسن کو رسوا کرنا

Scanned with CamScanner

حسرت نے اپنی شاعری میں حسن و عشق کے علاوہ تصوف کو بھی جگہ دی اور مسائل تصوف بیان کیے۔ عشق مجازی کے علاوہ عشق حقیقی پر بھی توجہ دی لیکن وہ عشق مجازی کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور عشق حقیقی کے لیے بھی عشق مجازی کا سہارا لیتے ہیں اور مجاز سے پردے کا کام لیتے ہیں۔ حسرت تصوف کو مذہب کی جان اور عشق کو تصوف کی جان کہہ کر عشق و تصوف کا رشتہ ایک دوسرے سے جوڑ دیتے ہیں۔ سو

مرا ایمان عجب کیا ہے جو ایمان تصوف ہے
تصوف جان مذہب عاشقی جان تصوف ہے
گنہ دنیا میں کا بت خطا کے پھر بھی قائل ہیں
ادب کا ہے یہی شیوہ یہی شان تصوف ہے

حسرت کی شاعری میں تشبیہوں اور استعاروں اور خوبصورت ترکیبوں کا سہارا لیتے ہیں اور ترکیبوں کا استعمال پیکر تراشی کے لیے کرتے ہیں۔ اکثر فارسی ترکیبوں کا بھی استعمال کرتے ہیں ان کا لہجہ عمدہ ہے۔ ان کی شاعری میں لکھنوی زبان کا استعمال بھی ملتا ہے اور دلی کا بھی۔ غرض وہ دونوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ سو

ہے زبان لکھنؤ میں رنگ دلی کی نمود
تجھ سے حسرت نام روشن شاعری کا ہو گیا
اک برق مضطرب ہے اک سحر بے قرار
کچھ پوچھئے نہ وہ نگہ فتنہ زا ہے کیا۔

الغرض یہ کہ حسرت قدیم روایت کی مرتب بلکہ یادگار ہیں۔ ساتھ ہی اردو غزل میں نئی نسل کی ابتدا حسرت سے ہی ہوتی ہے۔ حسرت غزل کی تاریخ میں قدیم و جدید کے درمیان ایک عبوری کڑی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ حسرت موہانی کی غزل کو پڑھنے سے ایسا احساس ہوتا ہے کہ کہیں سے موسیقی کی آواز آ رہی ہو۔ یہیں شعور نغمہ کا ایک دھن ہے جو اپنے آپ کہیں سے موسیقی کی تار کو کسی نے چھیڑ دیا ہو۔ ایک عجیب قسم کی لذت کا احساس ہوتا ہے۔ الفاظ اتنے سہل اور آسان کہ اردو کے معمولی قاری بھی لطف اندوز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

Scanned with CamScanner